Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 3006-0362
ISSN(P): 3006-0370
al-marjan.com.pk

Article QR

The Methodology, Style, Characteristics, and Sources of Al-Qur'an's History: An Analytical Study by Allama Abdul Latif Rahmani

تاریخ القرآن از علامہ عبداللطیف رحمانیؒ کا منہج واسلوب، خصوصیات اور ماخذ ومصادر: تجزیاتی مطالعہ

Authors

1. Dr Asim Naeem
Associate Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
asimnaeem.is@pu.edu.pk

2. Usman Abbas
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Engineering and Technology Lahore(Narowal Campus), Pakistan.

Citation

Naeem, Dr Asim and Usman Abbas "The Methodology, Style, Characteristics, and Sources of Al-Qur'an's History: An Analytical Study by Allama Abdul Latif Rahmani."Al-Marjān Research Journal, 1, no.2, Jul-Dec (2023): 1– 09.

History

Received: Jul 23, 2023, **Revised**: Aug 27, 2023, **Accepted**: Sep 26, 2023, **Available Online**: Dec 26, 2023.

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Journal

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

Copyright Muslim Intellectuals Research CenterAll Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

The Methodology, Style, Characteristics, and Sources of Al-Qur'an's History: An Analytical Study by Allama Abdul Latif Rahmani

تاریخ القرآن از علامہ عبداللطیف رحمانیؒ کا منہج و اسلوب، خصوصیات اور ماخذ و مصادر: تجزیاتی مطالعہ

*ڈاکٹر عاصم نعیم *عثمان عباس

Abstract

In his seminal work "The Methodology, Style, Characteristics, and Sources of Al-Qur'an's History: An Analytical Study," Allama Abdul Latif Rahmani undertakes a comprehensive examination of various facets of the Quran's historical context. Rahmani's meticulous analytical approach encompasses the methodology, style, characteristics, and sources relevant to understanding the Quran, offering a significant contribution to Islamic scholarship. Drawing from disciplines such as linguistics, history, and theology, Rahmani employs a systematic methodology to dissect the Quran's history and unravel its complexity. One notable aspect of Rahmani's study is his exploration of the Quranic style, wherein he highlights the eloquence, coherence, and distinctive linguistic features that underscore the Quran's divine origin and literary excellence. Additionally, Rahmani scrutinizes the Quran's key characteristics, emphasizing its enduring relevance, universal appeal, and profound impact on individuals and societies across time and space. Delving into the sources of Quranic history, Rahmani synthesizes primary and secondary sources, including classical Islamic texts, historical records, and archaeological discoveries. Through critical evaluation, he discerns the reliability and authenticity of these sources to construct a comprehensive narrative of the Quran's origins and transmission. Rahmani's analytical study offers invaluable insights into the Quran's history, shedding light on its methodology, style, characteristics, and sources. Serving as a foundational text for scholars and researchers, his work enhances our understanding of the Quran's profound significance within Islamic civilization and beyond. Ultimately, Rahmani's rigorous framework fosters dialogue and advances scholarly inquiry within the academic community and wider intellectual discourse.

Keywords: Quranic history analysis, Rahmani's methodology, linguistic features, Quran's impact, scholarly inquiry.

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

* لیکچرر، شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور (نارووال کیمپس)، پاکستان۔

1۔ ابتدائی تعارف[1]

"تاریخ القرآن از علامہ عبد اللطیف رحمانیؒ" کتاب ایک معتبر تصنیف ہے جو قرآن کی تاریخ کو موضوع بناتے ہوئے مختلف جوانب پر روشنی ڈالتی ہے۔ یہ کتاب علامہ عبد اللطیف رحمانیؒ کی تحقیقی قابلیت، اسلوب، اور عمق کو ظاہر کرتی ہے۔ اس کتاب میں قرآن کی تاریخ، اسلامی تاریخ کی زاویہ سے، معاصر علماء کی رائے اور تجزیات کی روشنی میں پیش کی گئی ہے۔ علامہ عبد اللطیف رحمانیؒ کا اس منہج اور اسلوب میں توجہ کرنا اہم ہے، جو تاریخی واقعات اور مصادر کی تحقیقات کو ایک مستقل جدول پر رکھتے ہیں۔ ان کی تجزیات میں زیادہ تر معلومات کا استنباط، موثر استنباط اور تحقیقی ماہرت کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ یہ کتاب اہم ماخذ اور مصادر کو بھی نقل کرتی ہے، جن میں تاریخی کتب، مقالات، اور علمی مجلسوں کے فہرست شامل ہیں۔ اس طرح، اس کتاب کا مطالعہ قرآنی تاریخ کی روشنی میں عمق اور وسعت کا احساس فراہم کرتا ہے۔

مصنف: علامہ عبد اللطیف رحمانیؒ　　**سن اشاعت:** 1983ء

ناشر: پروگریسو بکس، اردو بازار، لاہور　　**صفحات:** 144

علامہ مفتی عبد اللطیف رحمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مختصر سوانح عمری درج ذیل ہیں۔

ولادت، وفات اور تاریخی نام

علامہ مفتی عبد اللطیف رحمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت 1688ھ / 1871ء میں ہوئی اور وفات عصر کے بعد، جمعرات کے دن ۹ ماہ جمادی الآخرہ 1379ھ بمطابق 10 دسمبر 1959ء علی گڑھ میں ہوئی۔ آپ کا تاریخی نام محمد منظور ہے۔ آپ کا مولد اور وطن افضل گڑھ ضلع بجنور ہے۔ چونکہ ایک مدت اپنے والد محترم کے ساتھ سنبھل میں رہے، اس وجہ سے سنبھلی سے بھی شہرت ہوئی۔ آپ نے مولانا احمد حسن کانپوری اور مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے علوم و فنون کی کتابیں پڑھیں۔ مؤخر الذکر کے ارشد تلامذہ میں سے تھے تعلیم اور تفہیم میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ حدیث شریف اور فقہ میں قوی الاستعداد تھے۔

حدیث شریف کی اجازت عامہ

مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے پڑھنے کے بعد کعبۃ الآمال مولانا فضل رحمان گنج مراد آبادی کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، زبیریہ میں بیعت ہوئے اور حضرت مولانا سے حدیث مسلسل بالا ولیہ حدیث الرحمۃ سُنی اور حدیث شریف کی اجازت عامہ حاصل کی

---

[1] مصنف کے سوانح عمری کے مراجع درج ذیل ہیں۔

(i) کشمیری، مولانا انور شاہ، **انوار الباری شرح اردو صحیح البخاری** (ملتان پاکستان: ادارہ تالیفات اشرفیہ، 1427ھ-)، 1:202۔

(ii) بریلوی، سید عبد الحی، **نزہۃ الخواطر** (لاہور: مقبول اکیڈمی، 1967ء)، 4:293۔

(iii) ندوی، ابوالحسن علی، **حیات عبد الحی** (دہلی: ندوۃ المصنفین، 1970ء)، 127۔

(iv) ندوی، ابوالحسن علی، **سیرت مولانا سید محمد علی مونگیری** (لکھنؤ: مکتبۂ دار العلوم ندوۃ العلماء، 1978)، 202۔

(v) ندوی، سید سلیمان، **حیات شبلی** (اعظم گڑھ: مطبع معارف، 1943ء)، 218۔

(vi) ندوی، شاہ معین الدین احمد، **حیاتِ سلیمان** (اعظم گڑھ، انڈیا: دار المصنفین شبلی اکیڈمی، 2011ء)، 13۔

حضرت مولانا کو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث سے اجازت تھی۔ اس بیعت اور مبارک استماع و اجازت کی برکت سے آپ پر فتح باب ہوا اور اللہ تعالٰی نے آپ کو روشن ضمیر اور صاحب بصیرت کیا۔ روایت کے ساتھ جب درایت کا بھی انضمام ہو جاتا ہے، علم کی شان کچھ اور ہی ہوتی ہے۔

درس وتدریس

آپ گنج مراد آباد جا کر حضرت مولانا فضل رحمان سے بیعت ہوئے حضرت مراد آبادی کی رحلت کے بعد مفتی صاحب مولانا سید محمد علی مونگیری کی صحبت سے کافی عرصے مستفید ہوئے اور 1324ھ میں آپ ہی کے ساتھ حج کے واسطے روانہ ہوئے اور پھر مکہ مکرمہ میں آپ کے اشارے اور مدرسہ صولتیہ کے مہتمم کے اصرار پر دو سال تک مدرسہ میں درس دیا۔ ابتدا میں آپ نے رائے بریلی میں پڑھایا۔ پھر آپ ندوہ کے مفتی مقرر ہوئے اور جب ندوہ نے اپنا دارالعلوم کھولا، ماہ شوال 1316ھ / فروری 1899ء میں وہاں کے صدر مدرس مقرر ہوئے۔

تالیف وتصنیف میں مشغولیت

حجاز سے واپسی پر خانقاہ رحمانیہ واقع مونگیر میں قیام کر کے تالیف و تصنیف میں مشغول ہوئے حضرت امام اعظم کے حالات میں "تذکرہ اعظم"، تالیف کیا، اس کا تاریخی نام "شواہد اعظم" ہے۔ یہ رسالہ 1914ء میں چھپا ہے۔ پھر آپ نے کتاب "تاریخ القرآن" تالیف کی۔ عبدالصمد صارم نے اپنی کتاب "تاریخ قرآن" میں لکھا ہے کہ حضرت مفتی عبداللطیف کی کتاب 1919ء میں چھپی ہے۔ یہ دونوں کتابیں اگرچہ مختصر ہیں لیکن کام کی باتوں سے پُر ہیں۔

عثمانیہ یونیورسٹی میں تقرر اور خدمات

1917ء میں آپ کا تقرر دولت آصفیہ کی عثمانیہ یونیورسٹی میں ہوا۔ مجلہ معارف کی جلد آٹھ اور شمارہ چھ میں کتاب "صرف لطیف" اور "نحو لطیف" کا تذکرہ ہے۔ معارف کا یہ شمارہ 1921ء کا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ دور سائے یونیورسٹی کے طالبانِ علم کے حسب احوال تحریر فرمائے ہیں۔ ستمبر 1923ء میں استاذی مولانا محمد عمر رحمہ اللہ کی بیاض سے مفتی صاحب نے انیس صفحات کا مبادی علم منطق کا رسالہ تصنیف کیا۔

حیدر آباد کے دوران قیام میں آپ نے جامع ترمذی کی شرح الشرح اللطیف کے نام سے اور تراجم صحیح بخاری کی شرح لطف الباری کے نام سے لکھی ہے، یہ دونوں کتابیں مکمل ہو چکی ہیں اور ان کے مخطوطے محفوظ ہیں۔

جناب مولف کے متعلق مولانا ابوالکلام آزاد کے تعریفی کلمات

محترم مصنف کو اسلامی علوم پر ایسا عبور ہے کہ عالم اسلام کے علماء جدید بھی شاید نہ سمجھتے ہوں۔ اس رسالہ میں انھوں نے قرآن عزیز کی تاریخی بحث علمی عدالت عالیہ میں اس انداز سے اٹھائی ہے جس طرح ایک باصلاحیت وکیل مخالف فریق کے ناپاک ارادوں پر دار کرے اور اس کے پر فریب تخیل کے ہر پیچیدہ موڑ پر سخت گرفت کرے اور اپنے مقدمہ کی تکمیل میں کوئی کسر نہ چھوڑے۔ اشتباہ رکھتی روایات کے پس پردہ جو پس منظر ہے مصنف کی اس پر گہری نظر ہے۔ اس صحبت کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ مصنف کا دماغ علم و دانش کا مخزن ہے۔ کتاب کے انداز نگارش سے یہ نکتہ بھی صاف صاف نمایاں ہے کہ وہ مہینوں لگاتار اس عنوان پر عمیق مطالعہ کرتے رہے ہیں۔ اس تمام عرصہ میں اُن کی زندگی کی کوئی صبح یا شام ایسی نہیں گزری ہوگی جس پر انہوں نے اس مسئلہ کی مثبت اور منفی پہلو پر فہم و تدبر کے ساتھ نہ سوچا ہو۔ اُن کے قلم سے کاغذ پر سیاہی نہیں گرتی جو پھیلے اور بڑی جگہ گھیر لے اور ذوق سلیم پر گرانی کا باعث بنے۔ یہاں اُن کے قلم کی نوک احتیاط کا دامن تھام کر احتیاط سے صحیح صحیح واقعہ

نگاری کرتی ہے۔ کیونکہ مصنف نے عنوانات اہم مقرر کیتے ہیں جن سے یہ امر بخوبی روشن ہو گیا ہے کہ وہ روشن دماغ ہی نہیں روشن ضمیر بھی ہیں لہذا ضرب وہیں لگاتے ہیں جہاں نشیب ہے۔

بہر حال اس رسالہ میں جو الجات ہیں وہ سب مستند کتابوں کے ہیں۔ ہر موضوع کے تحت کارآمد گُر اختصار کے ساتھ تقریباً سبھی سمیٹ لئے ہیں اور کوئی بات غیر ضروری نہیں۔ ایک ایک سطر شہادت دے رہی ہے کہ جو کچھ پیش کیا گیا ہے ایمان دارانہ طور پر پیش کیا گیا ہے۔[2]

2۔ مشملات ومندرجات

جناب مولف نے جو اہم عنوانات منتخب کئے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

قرآن کی تدوین اور ترتیب کے متعلق قدماء کی کوئی تصنیف ایسی نہیں گزری کہ جس میں شکوک اور خیالات تشفی بخش ازالہ کیا گیا ہو اور جس سے اُن تمام شبہات کا ازالہ ہو جاتا ہو جو بعض احادیث صحیحہ کی بنا پر خود بخود پیدا ہوتے ہیں یا اُن کا پیدا ہونا لازمی ہے یا مخالفین اُن کو پیش کرتے ہیں۔

موصوف فرماتے ہیں کہ جو احادیث اور آثار قرآن کی تالیف وغیرہ کے متعلق ہیں اُن سے جو خیالات اور شبہات پیدا ہوتے ہیں وہ یہ ہیں:-

(۱) قرآن آنحضرت کی زندگی میں یکجا لکھا ہوا نہیں تھا۔ آپ کے بعد خلیفہ اول نے ایک جا کر دیا۔

(۲) انجیل اور قرآن دونوں اس امر میں یکساں ہیں کہ آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح کے بعد کے لوگوں نے انھیں مرتب اور جمع کیا۔

(۳) دو چار صحابہ کے سوا کوئی پورے قرآن کا حافظ حضرت کی زندگی میں نہیں تھا۔

(۴) قرآن کا بہت بڑا حصہ تلف ہو گیا یا کر دیا گیا کیونکہ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا اور قرآن موجودہ میں ایک ہی حرف ہے۔ قرآن کی بعض سورتیں بہت بڑی تھیں لیکن وہ مختصر کر دی گئیں۔

(۶) بعض سورتیں قرآن سے نکال دی گئیں۔

(۷) قرآن جس طریقہ سے جمع کیا گیا اس میں بہت زیادہ یہ خیال ہو سکتا ہے کہ قرآن کا کوئی حصہ لکھنے سے رہ گیا ہو۔ چنانچہ خلیفہ اول کے عہد میں بعض آیتیں لکھنے سے رہ گئی تھیں پھر خلیفہ سوم کے وقت میں لکھی گئیں۔

(۸) قرآن کے آخر کی دو سورتیں حضرت عبد اللہ ابن مسعود کے نزدیک قرآن میں داخل نہیں لہذا اُن کا قرآن سے ہونا یقینی نہیں۔

(۹) قرآن کی یہ موجودہ ترتیب ایسی نہیں جس پر تمام کا اتفاق ہو کیونکہ حضرت ابی ابن کعب حضرت علی اور حضرت ابن سعد رضی اللہ عنہم وغیرہ کے قرآن کی ترتیب اس کے خلاف تھی۔ ان شبہات کے اُٹھانے کے لئے اس وقت تک جو کتابیں شائع ہوئی ہیں ان تمام میں اس امر کے ثابت کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں مرتب لکھا گیا تھا اور اس وقت بہت سے ایسے لوگ موجود تھے جن کو پورا قرآن یاد تھا۔

غالبًا اِن حضرات کے خیال میں ان شبہات کے اُٹھانے کی صرف ایک یہی صورت تھی اور بغیر اس کے ان شبہات کا اُٹھانا ممکن نہیں تھا لیکن یہ خیال کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر ہمارے پاس ایسی شہادتیں بھی موجود ہوں جس سے پورے قرآن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

[2] دہلی 2 ؁ آزاد بھون میں واقع لائبریری میں کتاب کا نمبر ہے۔ اکسیشن نمبر ایل659، کال نمبر 297، 1209اے، بی، ڈی ملاحظہ فرمائیں، ص:110 تا122۔

زندگی میں لکھا جانا معلوم ہو یا دو چار کے سوا بہت سے حفاظ قرآن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں موجود ہونا ظاہر ہوتا ہو۔ اور اسی کے ساتھ تمام وہ شہادتیں جن کی وجہ سے یہ شبہات ہوتے ہیں معتبر گواہوں کی ہوں تو ایسی حالت میں بھی قرآن میں اس قسم کے شبہات کی گنجائش ناممکن ہے۔

عرب میں کتابت اور خطاطی کا آغاز

بعض کی رائے میں حضرت ایوب علیہ السلام کے وقت میں عرب میں یہ فن تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے عہد سے شروع ہوا۔ بہر حال اس میں شک نہیں کہ اسلام کے کچھ قبل سے عرب میں اس کا رواج ہو گیا تھا اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد میں اس کو بہت ترقی دی۔ بدر کی جنگ میں جو ستر آدمی کفار مکہ سے مسلمانوں نے گرفتار کئے تھے اُن میں جس کے پاس اس قدر مال نہ تھا کہ اپنی رہائی کے لئے فدیہ ادا کرتا اُس کی رہائی کا یہ فدیہ قرار کیا گیا کہ اُن میں سے ہر ایک اہلِ مدینہ کے لڑکوں میں سے دس دن لڑکوں کو لکھنا سکھلائیں چنانچہ زید بن ثابت نے بھی اسی طور سے لکھنا سیکھا۔[3] اس طرح نبی ﷺ نے زمانے میں ہی قرآن کی حفاظت کا اہتمام کیا گیا ہے۔ پورا قرآن اکتالیس (40) صحابہ کرام نے مکمل لکھا اور حفظ کیا ہوا تھا۔[4]

کتاب کے محفوظ رکھنے کے چار اسباب

موصوف فرماتے ہیں کہ کسی کلام اور کتاب کے یاد کرنے اور لکھنے اور پاس محفوظ رکھنے کے چار سبب ہو سکتے ہیں:

(1) اُس کے یاد کرنے میں کوئی مذہبی ثواب ہو اور مذہب کی طرف سے اس کی تاکید ہو۔ اگر کسی کتاب میں یہ خصوصیت ہو تو تنہا اسی کی وجہ سے وہ کتاب مرغوب اور پسندیدہ ہو جاتی ہے اور لوگ اُسے لکھتے ہیں اور محفوظ رکھتے ہیں۔

(2) کسی کتاب یا کلام کی یاد میں دنیاوی نفع یا عہدہ کی اُمید دلائی جائے تو اس وجہ سے بھی وہ یاد کی جاتی ہے جیسے آج کل نصاب امتحان کی کتابوں کی یاد میں طلبہ کس قدر محنت شاقہ اُٹھاتے ہیں۔

(3) کسی کے متعلق دنیاوی ضرورت ہو یا اخلاقی یا مذہبی یعنی وہ قانونِ تمدن ہو یا مذہبی تو اُس کو بھی یاد کر لیتے ہیں اور اس کی نقلیں کرتے ہیں۔

(4) جو کلام نہایت عمدہ اور خوب ہو خصوصاً جبکہ وہ زبان اور معنی دونوں سے آراستہ ہو اور بلاغت و فصاحت کے اعلیٰ زینہ پر ہو تو ایسا کلام بھی عام و خاص کی زبان پر ہوتا ہے اور عالمگیر شہرت اور قبولیت عام کی وجہ سے ہر شخص کے کانوں تک پہنچ جاتا ہے اور ملک کے ہر کس و ناکس کو یاد ہو جاتا ہے۔[5]

قرآن کے بارے میں آنحضرت کی ترغیبات

علامہ صاحب نے فضلیت قرآن کے بارے میں 12 احادیث ذکر کی ہیں۔ جن میں ایک درج ذیل ہے۔

---

3 ابن سعد، محمد بن سعد، **الطبقات الکبری** (بیروت: دار صادر، س۔ن)، 2:14۔

4 رحمانی، علامہ عبد اللطیفؒ، **تاریخ القرآن** (لاہور: پروگریسیو بکس، اردو بازار، 1983ء)، 28-27

5 علامہ عبد اللطیفؒ، **تاریخ القرآن**، 46

"إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرآنَ وَعَلَّمَهُ" نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن (پڑھنا اور اس کے رموز و اسرار اور مسائل) سیکھے اور سکھائے۔[6]

حفاظ قرآن

عہد نبوی ﷺ میں سینتیس حافظ تھے۔

حضور نے قرآن کے آخری دو ختم بموجودگی زید اور عبد اللہ بن مسعود کیا تھا

حضرت زید نے اپنا لکھا ہوا قرآن اسی آخری ختم کے وقت سنایا تھا

حضرت ابو موسیٰ کی فوج میں تین سو حافظ

قراء سبعہ نے قرآن یاد کر کے حضور کو سنایا۔

عہد نبوی ﷺ میں ناظرہ خواہ

اشتباہ کے متعلق روایات کی تنقیح اور خلاصہ

روایات متواترہ سے ترتیب توقیفی کا ثبوت

سات طویل سورتیں ایک ساتھ لانے کی توجیہ

عہد نبوی ﷺ میں پورا قرآن جمع کرنے والے دس صحابہ کرام

جناب مولف نے ان حقائق کو سامنے رکھا ہے جو قطعی اور یقینی ہیں۔

3۔اسلوب

* موصوف قرآنی آیات، احادیث اور اقوال سلف بیان کرنے کے بعد اس کا بیانیہ انداز میں تجزیہ ذکر کرتے ہیں۔[7]

4۔خصوصیات

اس کتاب کی چند ایک خصوصیات درج ذیل ہیں۔

* صاحب کتاب نے اشتباہ سے متعلق روایات میں تطبیق دیکر اصول حدیث کے ماہرین کی محققانہ آراء بھی نقل کی ہیں۔[8]
* عربی عبارات مثلاً احادیث، قرآنی آیات اور اقوال بمع اعراب منقول ہیں۔[9]
* فارسی اشعار کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً کہا گیا "**تو نیز بر سر بام آکر خوش تماشائی است**"[10]
* موصوف اعتراضات کا مدلل جواب ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً کتابت قرآن کے متعلق فاضل نوفل مسیحی کا اعتراض نقل کرنے کے بعد اس کا مدلل جواب نقل کیا۔

5۔ماخذ و مصادر

موصوف نے جن کتابوں کو بطور ماخذ و مصادر ذکر کیا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

کتب علوم القرآن

---

6 البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح** (مصر: دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، الرقم: 116۔

7 علامہ عبد اللطیفؒ، **تاریخ القرآن**، 41۔42

8 علامہ عبد اللطیفؒ، **تاریخ القرآن**، 94-107

9 علامہ عبد اللطیفؒ، **تاریخ القرآن**، 27

10 علامہ عبد اللطیفؒ، **تاریخ القرآن**، 23

الفہرست از محمد بن اسحاق ابی یعقوب الندیم

کتب علوم الحدیث

لسان المیزان از ابن حجر العسقلانی بخاری از محمد بن اسماعیل ترمذی از محمد بن عیسٰی سنن دارمی

سنن بیہقی مسند احمد ابو داؤد سنن نسائی وغیرہ[11]

کتب سیرت

کتب سیرت میں سے کئی ایک کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً مفتی صاحب نے طبقات ابن سعدؒ کا حوالہ دیتے ہوئے زید بن ثابت کا قول نقل کیا ہے۔[12]

کتب تاریخ، عمرانیات، اقتصادیات اور سیاسیات

مقدمہ ابن خلدون از علامہ عبد الرحمن[13] تاریخ ابن ہشام[14]

کتب لغت

1۔ لسان العرب از محمد بن مکرم، ابن منظور افریقی[15]

6۔ تنقیدی جائزہ

ابواب وفصول کا اہتمام نہیں کیا گیا۔

* ایک موضوع کے متعلق سارا مواد ایک ہی جگہ نہیں ذکر کیا گیا۔
* اکثر مقامات پر حوالہ جات مکمل نہیں ہیں۔[16]
* کئی اقوال بغیر حوالہ کے بھی منقول ہیں۔[17]

خلاصہ بحث

"تاریخ القرآن از علامہ عبد اللطیف رحمانیؒ" کتاب ایک اہم تصنیف ہے جو قرآن کی تاریخ کو موضوع بناتے ہوئے مختلف جوانب پر روشنی ڈالتی ہے۔ اس کتاب میں علامہ عبد اللطیف رحمانیؒ نے اپنے منہج اور اسلوب کی بڑی مہارت سے قرآن کی تاریخی تجزیات پیش کی ہیں۔ ان کی تجزیات میں مختلف زمانوں اور مقامات کے قرآنی واقعات کی مفصل بحث، تحلیل اور توثیق کی گئی ہے۔ ان کا منہج معتدل اور توسیعی ہے، جس میں وہ قرآنی آیات کی معاصر حقیقتوں اور معاشرتی سوالات کے ساتھ رابطہ قائم کرتے ہیں۔ خصوصیات کی بات کریں تو یہ کتاب اپنے تجزیات میں تاریخی

11 علامہ عبد اللطیفؒ، **تاریخ القرآن**، 32-31

12 علامہ عبد اللطیفؒ، **تاریخ القرآن**، 27

13 علامہ عبد اللطیفؒ، **تاریخ القرآن**، 28

14 علامہ عبد اللطیفؒ، **تاریخ القرآن**، 41

15 علامہ عبد اللطیفؒ، **تاریخ القرآن**، 28

16 علامہ عبد اللطیفؒ، **تاریخ القرآن**، 27

17 علامہ عبد اللطیفؒ، **تاریخ القرآن**، 28

تفصیلات کے ساتھ قرآنی آیات کی تفسیر اور معنوں کی واضحیت پر زور دیتی ہے۔ اس کتاب کا مصدر، قدیم اسلامی مخطوطات، تاریخی دستاویزات، اور معاصر سرگرمیوں کا انتہائی معقول استناد ہے۔ ماخذ اور مصادر کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے، علامہ رحمانیؒ نے اہم تاریخی کتب، مقالات، اور علمی مجلسوں کا حوالہ دیا ہے۔ ان کی تجزیاتی مطالعہ، قرآنی تاریخ کی موثر اور پیداواری اصولوں پر روشنی ڈالتا ہے اور اس کتاب کو قرآنی تعلیمات کی سمجھ اور ان کے عملی اطلاق کی سمجھ میں اہمیت کی معیاری فراہم کرتا ہے۔

کتابیات

- کشمیری، مولانا انور شاہ، **انوار الباری شرح اردو صحیح البخاری** (ملتان پاکستان: ادارہ تالیفات اشرفیہ، 1427ھ)۔
- بریلوی، سید عبد الحی، **نزہتہ الخواطر** (لاہور: مقبول اکیڈمی، 1967ء)۔
- ندوی، ابو الحسن علی، **حیات عبد الحی** (دہلی: ندوۃ المصنفین، 1970ء)۔
- ندوی، ابو الحسن علی، **سیرت مولانا سید محمد علی مونگیری** (لکھنؤ: مکتبۂ دار العلوم ندوۃ العلماء، 1978ء)۔
- ندوی، سید سلیمان، **حیات شبلی** (اعظم گڑھ: مطبع معارف، 1943ء)۔
- ندوی، شاہ معین الدین احمد، **حیاتِ سلیمان** (اعظم گڑھ، انڈیا: دار المصنفین شبلی اکیڈمی، 2011ء)۔